فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاوی یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

شمارہ 42 | جمعة المبارک 22 ربیع الثانی 1441ھ 20 دسمبر 2019ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ**: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ**: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ**: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ**: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: ایک صاحب نے اپنے ایک بیان میں فرمایا کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ حج کیا، اس لیے زندگی میں صرف ایک حج کرنا سنت ہے۔ اس حوالے سے رہنمائی فرمائیں۔

جواب: رسول اللہ ﷺ نے حج کی فرضیت کے بعد ایک ہی حج کیا ہے، کیونکہ حج کی فرضیت نبوت کے آخری زمانے میں ہوئی، البتہ آپ ﷺ نے قبل از ہجرت بھی بہت سے نفلی حج فرمائے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وقد أخرج الحاكم بسند صحيح إلى الثوری أن النبی صلى الله عليه وسلم حج قبل أن يهاجر حججا وقال ابن الجوزی حج حججا لا يعرف عددها وقال ابن الأثير فی النهاية كان يحج كل سنة قبل أن يهاجر. (فتح الباری لابن حجر، كتاب الحج، باب حجة الوداع) ترجمہ: ''امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے قبل کئی حج فرمائے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے اس قدر حج فرمائے جن کی تعداد معلوم ہی نہیں، اور ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نہایہ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ ہجرت سے قبل ہر سال حج فرماتے تھے۔''

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ کی طرف زندگی بھر میں ایک حج کی نسبت کرنا غلط فہمی یا کم علمی پر مبنی ہے۔ اس لیے زندگی میں ایک بار حج کرنے کو سنت کہنا یا سمجھنا بھی درست نہیں۔

ایک حدیث میں ہے: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ »قَالَ اللَّهُ: إِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ لَهُ جِسْمَهُ، وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيشَةِ يَمْضِي عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَا يَفِدُ إِلَيَّ لَمَحْرُومٌ« (صحيح ابن حبان، كتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة)

ترجمہ: ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے جس بندے کے جسم کو صحت اور معیشت میں فراخی عطا کی، اور اس حال میں پانچ سال گزرنے کے باوجود میری طرف (حج کو) نہیں آیا تو وہ محروم ہے''۔

مذکورہ بالا حدیث میں ہر پانچ سال بعد حج کرنے کی ترغیب و تشویق بھی آئی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرضیت کے بعد ایک بار حج فرمانا کوئی عادت غالبہ یا تشریعی امر کا درجہ نہیں رکھتا کہ اسے سنت کہا جائے بلکہ یہ معاملہ اتفاقی ہے۔ اگر صرف ایک ہی بار حج کرنا سنت ہوتا اور ایک سے زائد حج خلاف سنت ہوتا تو آپ ﷺ ایک سے زائد حج سے ممانعت فرما دیتے، جبکہ ذخیرہ احادیث میں ایک سے زائد مرتبہ حج کی ترغیب تو ہے، لیکن ممانعت کہیں نہیں، لہذا حسب توفیق نفلی حج کرتے رہنا باعث اجر وثواب ہے اور سعادت مندی ہے۔

سوال: کیا لڑکا لڑکی پسند کی شادی یا نکاح کر سکتے ہیں؟

جواب: شرعاً مناسب اور پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی خود رشتہ تلاش نہ کریں، بلکہ والدین یا دیگر سرپرستوں کے توسط سے رشتہ طے ہو، قرآن کریم نے اولیاء کو حکم دیا ہے کہ شادی کا معاملہ طے کریں: وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ. (النور: 32) ترجمہ: ''تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، ان کا بھی نکاح کراؤ، اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں، ان کا بھی۔ اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کر دے گا۔ اور اللہ بہت وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے''۔

اس میں خطاب اولیاء کو ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ.(سنن الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء إذا جاء کم من ترضون دینه فزوجوه) ترجمہ: ”جب آپ کے پاس پیغام نکاح لے کرآئے ایسا شخص جس کی دینداری اوراخلاق سے آپ مطمئن ہوں تو اس سے نکاح کرادو“۔

اس میں بھی خطاب اولیاء کو ہے، اسی طرح دیگر آیات واحادیث میں ہے۔ اورعموماً پسند کی شادی پائیدار نہیں ہوتی، بلکہ چند روز نفسانی خواہشات کی تکمیل کے بعد طلاق ہوجاتی ہے، اس لیے پسند کی شادی سے اجتناب کرنا چاہیے یہ معاملہ والدین کے حوالے کرنا چاہیے، البتہ اگر بالغہ لڑکی اپنے ہم پلہ لوگوں میں دو قابل گواہوں کی موجودگی میں باقاعدہ ایجاب وقبول کرے اور گواہان مجلس عقد میں دونوں کے ایجاب وقبول کو سن لیں تو شرعاً نکاح منعقد ہوجائے گا اور مہر مثل لازم ہوجائے گا۔ اور اگر غیر کفو میں یعنی رشتہ ہم پلہ نہ ہو تو ولی کی اجازت کے بغیر یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔

(ویفتی) فی غیر الکفء (بعدم جوازہ أصلا) وهو المختار للفتوى (لفساد الزمان) فلا تحل مطلقة ثلاثا نكحت غير كفء بلا رضا ولي بعد معرفته إياه فليحفظ...وهذا إذا كان لها ولي لم يرض به قبل العقد، فلا يفيد الرضا بعده بحر. وأما إذا لم يكن لها ولي فهو صحيح نافذ مطلقا اتفاقا كما يأتي لأن وجه عدم الصحة على هذه الرواية دفع الضرر عن الأولياء، أما هي فقد رضيت بإسقاط حقها فتح، وقول البحر: لم يرض به يشمل ما إذا لم يعلم أصلا فلا يلزم التصريح بعدم الرضا بل السكوت منه لا يكون رضا كما ذكرناه فلا بد حينئذ لصحة العقد من رضاه صريحا، وعليه فلو سكت قبله ثم رضي بعده لا يفيد فليتأمل (قوله وهو المختار للفتوى) وقال شمس الأئمة وهذا أقرب إلى الاحتياط كذا في تصحيح العلامة قاسم لأنه ليس كل ولي يحسن المرافعة والخصومة ولا كل قاض يعدل، ولو أحسن الولي وعدل القاضي فقد يترك أنفة للتردد على أبواب الحكام، واستثقالا لنفس الخصومات فيتقرر الضرر فكان منعه دفعا له فتح(الدر المختار مع الرد، کتاب النکاح، باب الولی)

ائمہ ثلاثہ کے ہاں ہر حال میں ولی کی اجازت ضروری ہے۔

سنن ترمذی میں ہے: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. (سنن الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء لا نکاح إلا بولی) ترجمہ: ”جو عورت اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے“۔

سوال: ماہواری کے دوران ناخن کاٹنا، بالوں وغیرہ کی صفائی کرنا اور مہندی لگانا درست ہے؟ نیز خواتین کے لیے ریزر سے بال صاف کرنا کیسا ہے؟ یا صرف کریم ہی کے ذریعے ہٹائے جاسکتے ہیں۔

جواب: ایام ماہواری میں مہندی لگانا جائز ہے البتہ ناخن کاٹنا، بالوں کی صفائی کرنا مکروہ ہے۔ نیز خواتین کے لیے بلاعذر ریزر کا استعمال مکروہ ہے، اس لیے بالوں کی صفائی کے لیے کریم یا پاؤڈر کا استعمال ہی بہتر ہے۔

حلق الشعر حالة الجنابة مكروه، وكذا قَصُّ الأظافير (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وحلق المرأة شعرها ووصلها شعر غيرها)

سوال: بچوں کا حجامہ کرایا جاسکتا ہے؟ کتنی عمر کے بچوں کا حجامہ کرایا جاسکتا ہے؟ مزید یہ کہ کتنے دنوں بعد حجامہ کرایا جاسکتا ہے؟

جواب: حجامہ کے ذریعے علاج کرنا جائز ہے، کئی احادیث سے ثابت بھی ہے۔ البتہ بچوں کے حجامہ کروانے یا حجامہ کے درمیان وقفے کے حوالے سے طبیب سے مشورہ کریں۔

سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ؟ فَقَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، وَكَلَّمَ أَهْلَهُ، فَوَضَعُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ، وَقَالَ: »إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ«، أَوْ »هُوَ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمْ« (صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب حل أجرة الحجامة)

سوال: ایک شخص نے بغیر کسی گواہ اور محرم ولی کی اجازت

وموجودگی کے ایک عورت سے نکاح کرلیا، ایسے نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور پھر اس عورت کو ایک ایک کرکے کچھ دنوں کے وقفہ سے تین طلاقیں بھی دے دیں، اس صورت میں عورت پر کوئی عدت گزارنی لازم ہوگی یا نہیں؟ کیا یہ مرد وعورت آئندہ کبھی ایک دوسرے سے گواہوں کی موجودگی میں اعلانیہ نکاح کرسکتے ہیں؟ تفصیل سے جواب دیجئے گا تاکہ تمام ابہام ختم ہوجائیں۔

جواب: شرعًا نکاح کے منعقد ہونے کے لیے ضروری ہے کہ دو شرعی گواہوں کی موجودگی میں اس طرح ایجاب وقبول ہو کہ دونوں گواہ ایجاب وقبول کے الفاظ کو سنیں۔ نیز لڑکی اگر غیر کفؤ میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ بھی منعقد نہیں ہوتا۔

صورت مسئولہ میں اگر واقعی انعقاد نکاح کی شرائط مکمل نہیں ہیں تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اس کے بعد دی جانے والی طلاقیں بھی غیر معتبر ہیں، اس کے بعد اگر میاں بیوی کی حیثیت سے ساتھ رہ رہے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ فورًا علیحدگی اختیار کرلیں، زبان سے کہہ دے کہ میں آج کے بعد آپ سے الگ ہوں اور عورت کا جو مہر مثل ہے وہ لڑکا ادا کرے بشرطیکہ مہر مثل مقرر کردہ مہر سے زیادہ نہ ہو۔ پھر عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اس دوران اگر دونوں شرعی ضابطہ کے مطابق نکاح کرنا چاہیں تو شرعًا اس کی بھی گنجائش ہے۔

(الف) (ومنها) الشهادة قال عامة العلماء: إنها شرط جواز النكاح هكذا فی البدائع (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الأول فی تفسير النكاح شرعا وصفته وركنه وشرطه وحكمه)

(ب) (و) شرط (حضور) شاهدين (حرين) أو حر وحرتين (مكلفين سامعين قولهما معا) على الأصح (فاهمين) أنه نكاح على المذهب بحر (مسلمين لنكاح مسلمة ولو فاسقين أو محدودين فی قذف. (الدر المختار، كتاب النكاح)

(ج) (ويجب مهر المثل فی نكاح فاسد) وهو الذی فقد شرطا من شرائط الصحة كشهود (بالوطء) فی القبل (لا بغيره) كالخلوة لحرمة وطئها (ولم يزد) مهر المثل (على المسمى) لرضاها بالحط، ولو كان دون المسمى لزم مهر المثل لفساد التسمية بفساد العقد، ولو لم يسم أو جهل لزم بالغا ما بلغ (و) يثبت (لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر عن صاحبه دخل بها أو لا) فی الأصح خروجا عن المعصية. فلا ينافی وجوبه بل يجب على القاضی التفريق بينهما (وتجب العدة بعد الوطء) لا الخلوة للطلاق لا للموت (من وقت التفريق) أو متاركة الزوج. (الدر المختار، كتاب النكاح، باب المهر)

سوال: میں غیر مسلم ملک میں رہتا ہوں میں یہاں پر ایک غیر مسلم کے ہاں ملازم ہوں، میری ڈیوٹی پیٹرول ڈالنا ہے جو غیر قانونی یعنی بغیر ٹیکس ادا کیے لوگوں کو پیٹرول مہیا کرنا ہے۔ یہ پیٹرول باقیوں کے مقابلے میں سستا بھی ہے، غیر مسلموں کے علاوہ مجھ سے کئی مسلمان بھی پیٹرول ڈلواتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ایسے پیٹرول پمپ پر کام کرنا، جہاں سے مجھے روزگار ملتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کا بھی فائدہ ہے شرعاً حلال ہے حرام ہے یا مباح ہے؟

جواب: غیر قانونی کام کرنے میں گرفتاری اور بے عزتی کا خطرہ ہے، کسی مسلمان کے لیے ایسا کام کرنا جائز نہیں ہے، جس سے جان مال اور عزت کو خطرہ لاحق ہو، اس لیے آپ کی ملازمت ناجائز ہے۔ آپ کو چاہیے کہ کوئی جائز ملازمت تلاش کریں۔ تاہم اس عمل کے عوض میں جو اجرت ہے اس کا استعمال آپ کے لیے حلال ہے۔

فكأن إجارة المسلم نفسه منه إذلالا لنفسه وليس للمسلم أن يذل نفسه خصوصا بخدمة الكافر. (بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع، كتاب الإجارة)

ختم شد